بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے فخرِ رسل قربِ تو معلومم شد۔ دیر آمدہ ز رہِ دور آمدہ

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم چہارشنبہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

مصلح موعود نمبر

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

شرح چندہ: سالانہ ۲۶ روپے، ششماہی ۱۴ ”، سہ ماہی ۸ ”، ایک ماہ ۳ ”، فی پرچہ ۱۲ پیسے، خطبہ نمبر ۶ روپے

فون نمبر ۴۹

شرح چندہ: سمندری ڈاک ۴۷ روپے، بیرون اسلامی ممالک ۳۷ ”، ہوائی ڈاک کینیڈا وغیرہ ۶۲ ”، انگلینڈ وغیرہ ۴۰ ”

تار کا پتہ۔ ڈیلی الفضل ربوہ

جلد ۵۳/۱۸ | ۱۱ امان ۱۳۴۳ ہش ۲۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۱ مارچ ۱۹۶۴ء | نمبر ۶۰

ایک عظیم الشان آسمانی بشارت

پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ

”.... سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا ..... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل و الآخر۔ مظہر الحق و العلاء کأنّ اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً۔“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۱۰ مارچ بوقت ۸ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ البتہ شام کے وقت کچھ بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین

چوہدری محمد نقی صاحب بیرسٹر وفات پا گئے

انا للہ و انا الیہ راجعون

منٹگمری (بذریعہ فون)۔ نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت نواب محمد دین صاحب مرحوم کے فرزند چوہدری محمد نقی صاحب بار ایٹ لاء مورخہ ۹ اور ۱۰ مارچ ۱۹۶۴ء کی درمیانی شب ۱۱ بجے وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کا جنازہ ربوہ لایا جا رہا ہے۔ نماز جنازہ اور تدفین مورخہ ۱۱ مارچ بروز بدھ عمل میں آئے گی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام قرب سے نوازے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۱ مارچ ۶۴ء

مصلح موعود ـــ ایک اعتراض کا جائزہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب جماعت کے انتخاب سے خلیفہ ہوئے آپ کے کاموں سے ہی چند روز میں یہ امر واضح ہو رہا تھا کہ جس مصلح موعود کی پیشگوئی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی اور جس پیشگوئی کو آپ نے بحکم خدا اسلام اور اپنی صداقت کا عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اس کے شرائط اور کوائف آپ کی ذات میں موجود ہیں۔ اس کا اظہار گاہ بگاہ اکابر جماعت نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں کیا ہے بلکہ بعض قرائن سے خود آپ کو بھی اس پیشگوئی کا مصداق ہونا معلوم ہوتا تھا تاہم آپ نے اسکے متعلق اپنے آپ پر یہ پابندی عائد کی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو تفہیم نہ ہوگی آپ اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان نہیں فرمائیں گے۔

مصلح موعود کے متعلق جو پیشگوئی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جس لڑکے کی پیدائش کی اس میں خبر دی گئی ہے اس میں ان باتوں کا پایا جانا ضروری ہے جو پیشگوئی میں بیان کی گئی ہیں۔ اب ہر کوئی ان باتوں کا مطالعہ کر کے دیکھ سکتا ہے کہ ان باتوں کا ظاہر ہونا ایک یا دو دن کی بات نہیں ہے۔ یہ صفات ایسی نہیں ہیں کہ جن کا ظہور یکدم ہو جانا چاہیئے۔ مثلاً سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی دربارہ لیکھرام ایسی تھی کہ اس کا ظہور صرف چند لمحے چاہتا ہے۔ لیکھرام کا غیر معمولی حالات میں قتل ہو جانا ایک واقعہ ہے اور اس واقعہ کے ساتھ پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے لیکن مصلح موعود کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ اپنے پورے پورے ظہور کے لئے ایک طویل عرصہ چاہتی ہے۔ وہ ایک لمبے عرصہ کے واقعات سے ہی متعین ہو سکتی ہے۔ بیشک جہاں تک مادی پیدائش کا تعلق ہے مصلح موعود کی پیدائش ایک واقعہ ہے لیکن اس واقعہ سے مصلح موعود ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ مصلح موعود ہونا چند دنوں یا چند مہینوں یا چند سالوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مصلح موعود ہونا ایک لمبا عرصہ چاہتا ہے اسکے لئے ایک طویل مدت درکار ہے جس میں وہ کارنامے ظہور پذیر ہوں جو بطور ایک عظیم نشان پاجانے ضروری ہیں۔

اس کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" ایک عظیم شخصیت کے آثار بچپن ہی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور تاریخ انسانی کے مطالعہ سے آپ کو کئی بڑی شخصیتوں کے متعلق ایسی آراء بزرگوں کی ملیں گی جنہوں نے کسی شخص کے بچپن سے اسکی آئندہ عظیم شخصیت کا اندازہ لگایا ہو اور فی الواقعہ وہ اندازہ صحیح نکلا ہو۔ تاہم ایسے اندازوں سے اس عظمت کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکتیں۔ البتہ جوں جوں وہ شخص جس کے متعلق ایسے اندازے لگائے گئے ہوں دنیا میں کام کر کے دکھاتا ہے۔ اس کے حقائق کھلنے لگتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بہت سے لوگوں نے اندازے لگائے تھے الہامی باتوں کو الگ رکھتے ہوئے لوگوں کے اندازے آپ کے کاموں اور آپ کے اخلاق کو دیکھ کر یہی تھے کہ آپ کوئی عظیم ہستی ہیں۔

لہٰذا یہ ایک قدرتی امر ہے جب ایک شخص کے متعلق ایک پیشگوئی موجود ہو اور اس پیشگوئی میں اس کے کردار اسکی شان اور اسکے کارناموں کی تفصیل بھی موجود ہو اور وہ پیشگوئی واضح طور پر کچھ باتیں بیان کرتی ہو جو اس شخص میں موجود ہونی چاہئیں۔ تو ظاہر ہے کہ اگر قوم یا وہ خود اسکے کارناموں کو دیکھ کر عمر سری طور پر اس کا اظہار کر دے تو یہ ایک قدرتی بات ہے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر وضاحت کی ہے مصلح موعود کی پیشگوئی اپنے ایفا ہونے کے لئے ایک زمانہ کی طالب ہے جس سے مصلح موعود کی زندگی کے کارناموں سے ثابت کیا جائے کہ واقعی یہ پیشگوئی اسی شخص کے متعلق ہے اور اسکی ذات میں پوری ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوں جوں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کارنامے معرضِ ظہور میں آتے رہے سوچنے والے دماغ ان کارناموں کو دیکھ کر اور پیشگوئی میں مصلح موعود کے اوصاف کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچتے رہے کہ آپ ہی دراصل وہ پسر موعود ہیں جس کو مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اسلام اور اپنی صداقت کا فیصلہ کن نشان ٹھہرایا ہے۔

یہ ایک قدرتی بات تھی مگر افسوس ہے کہ بعض مخالف دوستوں نے بعض دوستوں کے اس اظہار کو لیکر اور بعض دوسری باتوں سے مغالطہ انگیزی کی کوشش کی ہے۔ اور جس طرح بعض غیر از جماعت اہلِ علم حضرات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے ایک سوچی سمجھی ہوئی پلین کے مطابق اپنے دعاوی کئے تھے اور بتدریج آپ نبوت کے دعوے تک پہنچے اسی طرح بعض اکابر جماعت کا یہ قیاس کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں ایک سوچی سمجھی پلین کے مطابق تھا حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک عام اعتراض ہے جو بزرگانِ حق پر شروع ہی سے کیا جاتا رہا ہے۔ کہتے ہیں ظن نکل سکتا ہے مگر ظن کا کوئی علاج نہیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو کم از کم مصلح موعود کی پیشگوئی کے متعلق ایسی بدظنی سخت غلطی پر مبنی ہے۔

جیسا کہ اوپر بتایا ہے مصلح موعود کی پیشگوئی ایک ایسا واقعہ نہیں ہے کہ بس ایک واقعہ کے طور پر ایک بار ہی معرضِ ظہور میں آجائے اور پیشگوئی پوری ہو جائے۔ بلکہ یہ پیشگوئی اپنی تصدیق کے لئے ایک عمر کا ایک طویل حصہ چاہتی ہے۔ ایک طویل مدت کا مطالبہ کرتی ہے جس میں وہ کام سرانجام پاتے ہوئے متواتر دیکھے جاسکیں جنکی بناء پر مصلح موعود کو مصلح موعود بیان کیا گیا ہے۔ آپ پیشگوئی کے ایک ایک جزو کو لیں اور دکھائیں کہ کیا ان میں ایک بات بھی ایسی ہے جو ایک لمحی یا وقتی واقعہ کی حیثیت رکھتی ہے اور فطرتِ مستمرہ پر دلالت نہیں کرتی مثلاً ۲۰ رفروری کے اشتہار میں پیشگوئی کا پہلا فقرہ ہی لے لیجئے جو یہ ہے

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا"

اس فقرہ پر غور کیجئے کیا یہ کوئی ایسی بات ہے کہ جو ایک وقتی واقعہ کو ظاہر کرتی ہے۔ فضل کوئی ٹھوس چیز نہیں ہے کہ جب مصلح موعود آئے تو اسکے ساتھ ہی وہ ہر ایک کو نظر آنے لگے اور لوگ اسکو چھو کر یا سونگھ کر یا دیکھ کر بتا دیں کہ لو یہ فضل ہے اور یہ فلاں کے ساتھ آیا ہے اس لئے آنیوالا ہی مصلح موعود ہے۔ فضل کا مصلح موعود کے ساتھ آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسکی ذات جماعت بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے فضل ثابت ہوگی وہ ایسے کام سرانجام دے گا کہ ان کاموں کی وجہ سے دنیا میں برکات نازل ہوں گی۔ اب یہ ثابت کرنا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فضل آیا ہے اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس کا ٹھوس ثبوت ہمارے سامنے آئے۔ یعنی جب ہم دیکھیں کہ آپ نے ایسے کارنامے سرانجام دئے ہیں کہ انکی وجہ سے فضل دنیا میں اترا ہے اور دنیا الٰہی برکات سے سرفراز کی گئی ہے۔

یہ کارنامے ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال میں سرانجام نہیں پاگئے بلکہ اسکے وقوع کیلئے ایک طویل مدت درکار تھی تا ظاہر ہو کہ واقعی آپکی ذات دنیا کے لئے فضل ہے اور فضل آپکے ساتھ آنے کے یہی معنی ہیں کہ آپکی ذات اپنی عمر کے دوران میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایسے کام سرانجام دیگی جو فضل کے حامل ہوں گے۔

باوجود اسکے جماعت کے دوست متواتر ان کارناموں کو دیکھتے تھے اور پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنیکی کوشش کرتے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خود آپکو بھی ان باتوں سے متاثر ہونا پڑتا تھا لیکن آپ نے اس معاملہ میں زیادہ سے زیادہ احتیاط برتنے کی کوشش کی اور اپنے آپ پر از خود یہ پابندی لگائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ نہیں ہوگا وہ اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان نہیں فرمائیں گے۔

آپ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ منتخب ہوئے۔ تیس سال تک کی مہلت ایک معمولی مہلت نہیں ہے یہ ایک اچھی خاصی مدت ہے جس میں کسی شخص کے کردار کے متعلق اندازہ لگانے کا کافی سامان موجود ہو سکتا ہے۔ غور فرمایئے تیس سال تک آپ ایسے کام کرتے رہے جن سے بعض اکابر نے اندازے لگائے کہ واقعی آپ کے ساتھ فضل آیا ہے۔ آپ نے ان کو جھٹلایا نہیں تھا کیونکہ یہ ان کے قیاسات تھے جو آپ کے کاموں اور پیشگوئی میں مماثلت دیکھ کر کئے جاتے تھے۔ کیونکہ انکی ذات سے ہی تو وہ کارنامے سرانجام پا رہے تھے مگر اسکے باوجود آپ اس پیشگوئی کو نظر انداز کرتے رہے۔ آپ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ خود بتائے۔ جب تک وحی آپکو مطلع نہ کرے۔ آپ اس پیشگوئی کو اپنے آپ پر چسپاں نہیں کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح طور پر اس کا اشارہ ہوا آپ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ اگر نعوذ باللہ یہ سوچی سمجھی ہوئی پلین تھی تو تیس سال تک انتظار کرنیکی کیا ضرورت تھی کس کو خبر تھی کہ آپ تیس سال میں ضرور ماشاء اللہ زندہ ہی رہیں گے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو کسی خاص مقام کیلئے ایک پلین بناتا ہے اور وہ ایک سال نہیں دو سال نہیں دس سال نہیں پورے تیس سال تک اسکو التوا میں ڈال دیتا ہے؟ دنیا کا کوئی واقعہ بتاؤ کہ کسی شخص نے اپنی ذات کیلئے کسی مقام کی پلین بنائی ہو اور تیس سال تک اسنے انتظار کیا ہو۔

تیس سال کیوں لگے؟ جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے مصلح موعود کی پیشگوئی اپنی تصدیق کیلئے ایک عمر بھر کے کارنامے چاہتی تھی۔ اسلئے ضروری تھا کہ جب تک آپکی ذات سے وہ تمام کام ظہور پذیر نہ ہو جائیں جنکی تفصیل پیشگوئی میں دی گئی ہے اس وقت تک حتمی طور پر اعلان کو ملتوی رکھا جائے تا کہ جب یہ اعلان ہو تو جماعت ان اوصاف کی شہادت آپ کی ذات میں موجود دیکھ کر بلا تردد اس اعلان کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ یہ پلین اللہ تعالیٰ کی تھی نہ کہ کسی بشر کی اللہ تعالیٰ ہی جانتا تھا کہ اسکی مدد سے "محمود" ضرور تیس سال تک ایسے کارنامے سرانجام دے سکیگا اور وہ اتنی مدت ہی نہیں بلکہ اعلان کے بعد بھی ایک خاصی مدت تک زندہ رہے گا (اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سلامت رکھے) تا کہ اسکی ذات سے وہ کام سرانجام پائیں جن سے اسلام کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طلب پر آپکی نسل کے لئے یہ نشان دکھانا تھا کہ ایک ایسا عظیم لڑکا آپ کو عطا ہوگا جس میں یہ یہ اوصاف ہوں گے۔ یہ نشان اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا تھا جب تک اس عظیم لڑکے کی زندگی کے کارنامے اس کی شہادت نہ بنتے۔

اب اس عظیم الشان پیشگوئی کی ایک ایک بات کو لیجئے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سوانح کو دوسری طرف رکھ کر موازنہ کیجئے آپ خود انگلی رکھ رکھ کر بتا سکیں گے کہ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت سے ایک بصیرت افروز خطاب

دعاؤں پر زور دو اور سلسلہ کی ترقی کیلئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرو

اجتماعی دعائیں انفرادی دعاؤں پر بہت بڑی فوقیت رکھتی ہیں

فرمودہ ۶ اپریل ۱۹۴۷ء بمقام قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۶ اپریل ۱۹۴۷ء کو قادیان میں ستائیسویں مجلس مشاورت کے اختتام پر آنے والے نازک ایام کا ذکر کرتے ہوئے اجتماعی دعاؤں اور قربانیوں سے کام لینے کی جماعت کو خاص طور پر نصیحت فرمائی تھی اور اس اعتراض کا بڑی تفصیل سے جواب دیا تھا کہ بہت سی قربانیاں ضائع چلی جاتی ہیں۔ اور ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ حضور کی یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ اب ذیل میں اسے پہلی مرتبہ احباب کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

(خاکسار: محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زودنویسی ربوہ)

حضور نے فرمایا:-

دوستوں کو میں اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ

یہ دن نہایت ہی نازک ہیں

اور ان دنوں کی نزاکت کا احساس جہاں تک میں سمجھتا ہوں قریباً ہر احمدی کے دل میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ ان نہایت ہی نازک ایام میں وہ بیداری اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے دن گزارے اور دعاؤں پر خصوصیت سے زور دیا جائے۔ اسی لئے میں نے جماعت کو ہدایت دی ہے کہ وہ ہر جمعرات کو سات نفلی روزے رکھے۔ اور سب کے سب مل کر خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں کیونکہ

اجتماعی دعا

جس میں چھوٹے اور بڑے سب شریک ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو خاص خاص لوگوں کی دعاؤں سے بھی زیادہ جذب کرتی ہے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ اور بائیبل کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب چھوٹے اور بڑے مرد اور عورتیں۔ جوان اور بوڑھے۔ امیر اور غریب سب کے سب مل کر خدا تعالیٰ کے حضور دعا کریں تو وہ دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول کی جاتی ہے۔

بائیبل میں ایک واقعہ لکھا ہے

جس کی طرف قرآن شریف میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ گو وہ تفاصیل قرآن کریم نے بیان نہیں کیں جو اس واقعہ کے متعلق بائیبل میں موجود ہیں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونسؑ جو خدا تعالیٰ کے ایک نبی تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ اپنی قوم کے لوگوں کو توجہ دلاؤ کہ وہ گناہوں سے توبہ کریں اور اپنے نفس کی اصلاح کریں ورنہ چالیس دن کے اندر اندر ان پر عذاب آجائے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کی سمجھایا اور کہا کہ اپنے گناہوں کو ترک کر دیں اور خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کی تعلیم پر ایمان لائیں مگر لوگوں نے ان کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی انہیں ہنسی اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیا اور کہا کہ ہم وہی کچھ کریں گے جو ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ ہم تیری بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ آخر حضرت یونس اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی قوم سے یہ کہہ دیا کہ تم پر اس نافرمانی کی وجہ سے

چالیس دن کے اندر اندر خدا تعالیٰ کا عذاب

نازل ہوگا۔ اور یہ کہہ کر وہ اپنی بستی نینوہ کو چھوڑ کر کچھ دور فاصلے پر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ کب چالیسواں دن آتا ہے اور ان کی قوم کی ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ جب ۳۹ دن گزر گئے اور چالیسواں دن چڑھا تو ان کا دل اس یقین سے لبریز تھا کہ آج کا دن نہیں ٹلے گا جب تک نینوہ کے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آسمان پر خوفناک بادل چھا گئے اور قیامت خیز آندھی چلنی شروع ہو گئی۔ اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ اب عذاب ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ جس سے بچنے کی ان کے پاس کوئی صورت نہیں۔ جب

آسمان پر عذاب کی تیاریاں

ہونے لگیں تو نینوہ کے رہنے والے سخت ڈرے۔ ان کے سرکردہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب اس عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ ہم سب اکٹھے ہو کر جنگل میں نکل جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں کریں کہ وہ اس عذاب کو ہم سے ٹال دے۔ انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے چلیں مگر انہیں دودھ نہ پلایا جائے۔ جانوروں کو گھروں سے نکال کر جنگل میں لے جایا جائے۔ مگر جانوروں کو بھی چارہ نہ ڈالا جائے۔ اسی طرح عورتیں اور مرد اور بچے اور جوان اور بوڑھے سب ننگے سر ننگے پاؤں ٹاٹ کے کپڑے پہن کر خالی پیٹ جنگل میں نکل جائیں اور اکٹھے مل کر

اللہ تعالیٰ کے حضور رونا شروع کر دیں

تاریخوں میں لکھا ہے کہ نینوہ کے لوگوں نے ایسا ہی کیا عورتوں نے اپنے دودھ پیتے بچوں کو دودھ پلانا بند کر دیا۔ لوگوں نے جانوروں کے آگے چارہ ڈالنا ترک کر دیا۔ کوئی گھر نہ تھا جس میں ایک روز کھانا پکا ہو۔ سب نے خالی پیٹ عورتوں اور بچوں اور جانوروں کو ساتھ لیا اور ایک کھلے میدان میں اکٹھے ہو گئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جب بچوں کو دودھ نہیں ملے گا۔ تو وہ بھوک کی وجہ سے روئیں گے۔ جانوروں کو چارہ نہیں ملے گا تو وہ بھوک کی وجہ سے چلائیں گے دوسری طرف مرد اور عورتیں سب مل کر آہ و زاری کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم میں زیادہ سے زیادہ حرکت پیدا ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ بچوں نے دودھ نہ ملنے کی وجہ سے بلند آواز سے چلانا شروع کر دیا۔ گھوڑوں اور اونٹوں اور بھینسوں اور گائیوں اور بکریوں کو چارہ نہ ملا تو انہوں نے شور ڈال دیا۔ مرد اور عورتیں ننگے پاؤں ٹاٹ کے کپڑے پہنے الگ

آہ و بکا اور گریہ و زاری

میں مصروف تھے۔ غرض وہ نظارہ ایک قیامت کا نمونہ بن گیا۔ اور سب نے چیخیں مار مار کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی گریہ و زاری اور متحدہ دعاؤں کو دیکھ کر

اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آگیا اور اس نے وہ عذاب جس کے آثار بالکل ظاہر ہو چکے تھے نینوہ کے لوگوں سے ٹلا دیا اور وہ خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس آگئے ادھر حضرت یونسؑ اس انتظار میں تھے کہ انھیں آنے جانے والوں کے ذریعہ یہ خبر ملے گی کہ نینوہ کے لوگ تباہ ہو گئے ہیں مگر خلاف توقع شام کے وقت جب ایک مسافر ان کے پاس سے گزرا تو انھوں نے اس سے دریافت کیا کہ بتاؤ نینوہ والوں کا کیا حال ہے تو اس نے کہا وہ بالکل اچھے بھلے ہیں عذاب کے آثار تو ظاہر ہوئے تھے مگر ان کی گریہ وزاری کی وجہ سے

عذاب ان سے ٹل گیا

اور وہ لوگ آپ کی تلاش میں پھر رہے ہیں حضرت یونسؑ نے جب یہ سنا کہ نینوہ کے لوگوں پر سے عذاب ٹل گیا ہے تو وہ یہ سمجھ کر کہ اگر اب میں واپس گیا تو میری ذلت اور رسوائی ہوگی اور لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے جوش کی حالت میں وہاں سے نکل کھڑے ہوئے بائیبل بتاتی ہے کہ وہ رستہ میں بار بار یہ کہتے جاتے تھے کہ خدایا میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ تو رحیم کریم ہے تو نے رحم کر دیا ہے اور میں نے لوگوں میں شرمندہ ہو جانا ہے اس طرح چلتے چلتے وہ کنارہ سمندر پر جا پہنچے اور انھوں نے ارادہ کیا کہ جہاز میں بیٹھ جائیں اور اپنے وطن کو ترک کر دیں۔ جب جہاز چلا تو رستہ میں طوفان آگیا اور طوفان بھی ایسا کہ وہ کسی طرح تھمنے میں نہیں آتا تھا

اس زمانہ کی روایات

کے مطابق لوگوں نے یہ سمجھا کہ کوئی بھاگا ہوا غلام اس جہاز پر سوار ہے اور اسی کی وجہ سے یہ طوفان آیا ہے جب تک اس غلام کو سمندر میں غرق نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ طوفان تھم نہیں سکتا اس زمانہ میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جب طوفان آجائے اور جہاز کے غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہو جائے تو اس کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ کوئی بھاگا ہوا غلام جہاز میں سوار ہوتا ہے اور طوفان کو روکنے کا علاج صرف یہی ہوتا ہے کہ اس مفرور غلام کو سمندر میں پھینک دیا جائے پہلے تو جہاز رانوں نے کوشش کی کہ جہاز طوفان کے تھپیڑوں سے سلامتی کے ساتھ نکل جائے مگر جب طوفان کسی طرح تھمنے میں نہ آیا تو انھوں نے جہاز میں اعلان کیا کہ جو غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو وہ اپنے آپ کو پیش کر دے کیوں وہ ساروں کو غرق کرنا چاہتا ہے اس اعلان پر حضرت یونس علیہ السلام آگے بڑھے اور انھوں نے کہا

میں وہ غلام ہوں

اور یہ طوفان میری وجہ سے ہی آیا ہے چند دن جہاز میں اکٹھے رہنے کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا ادب اور احترام لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ یہ شخص نمازیں پڑھتا ہے نیکی کی باتیں کہتا ہے ہر قسم کے فواحش سے لوگوں کو بچنے کی تلقین کرتا ہے پس حضرت یونس علیہ السلام کا ادب ان کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا جب انھوں نے کہا میں وہ بھاگا ہوا غلام ہوں جس کی وجہ سے طوفان آیا ہے آپ لوگ اٹھا کر مجھے بے شک سمندر میں پھینک دیں تو انھوں نے کہا توبہ۔ توبہ آپ تو ہم سے مذاق کرتے ہیں بھلا آپ کو ہم کس طرح پھینک سکتے ہیں مگر تھوڑی دیر گزری تو طوفان نے پھر زور پکڑنا شروع کیا حضرت یونس علیہ السلام نے پھر کہنا شروع کیا کہ میں ہی بھاگا ہوا غلام ہوں مجھے بے شک سمندر میں پھینک دو مگر وہ دوسری دفعہ بھی آپ کو پھینکنے پر آمادہ نہ ہوئے آخر تیسری بار طوفان آیا اور اب کی دفعہ تو وہ حد سے نکل گیا اور قطعی طور پر یہ سمجھا جانے لگا کہ اگر یہی حال رہا تو جہاز چند منٹ میں ہی ڈوب جائے گا اس پر انھوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو اٹھایا اور سمندر میں پھینک دیا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت

ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا

اور حضرت یونس علیہ السلام تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہے اس کے بعد مچھلی نے ان کو کنارے پر لا کر اگل دیا خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ تین دن اور رات مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باوجود وہ زندہ رہے مگر مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے ان کا جسم گل گیا ہوا تھا اور طاقت بالکل زائل ہو چکی تھی جب مچھلی نے انھیں کنارے پر اگل دیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کدو کی ایک بیل اگا دی جس کے سایہ کے نیچے وہ آرام پاتے رہے حلوا کدو کی بیل یوں بھی بہت جلد پھیلتی ہے اور پھر کدو ہوتا بھی بڑا مقوی ہے ممکن ہے حلوا کدو توڑ کر حضرت یونس علیہ السلام اس کا پانی بھی پیتے رہے ہوں، آج کل بھی ڈاکٹر کمزور مریضوں کو پھلوں کا پانی پینے کی ہدایت کرتے ہیں بہر حال ان کے جسم میں آہستہ آہستہ طاقت آنے لگی مگر ابھی انھیں پوری طاقت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیل پر ایک کیڑے کو مقرر کر دیا جس نے راتوں رات اسے کاٹ کر گرا دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب دیکھا کہ وہ بیل جس کے سایہ میں وہ بڑا آرام حاصل کر رہے تھے اسے ایک کیڑے نے کاٹ کر رکھ دیا ہے تو بے اختیار

ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے

کہ خدا اس کیڑے کو تباہ کرے جس نے یہ بیل ضائع کر دی ہے تب اللہ تعالیٰ کا الہام ان پر نازل ہوا اور اس نے کہا اے یونس یہ بیل تیری پیدا کی ہوئی تھی یا ہماری؟ یہ بیل تیری پیدا کی ہوئی نہیں تھی صرف تجھ کو اس سے آرام پہنچ رہا تھا مگر تجھے اس بیل کا کاٹا جانا کتنا برا لگا اور تیرے دل کو اس سے کتنا دکھ پہنچا۔ اے یونس جب تجھے اس بیل کے کٹنے پر دکھ پہنچا ہے جو تیری پیدا کردہ نہیں تھی تو کیا تو ہم سے یہ امید کرتا تھا کہ ہم اپنے ان لاکھوں لاکھ بندوں کو ہلاک کر دیتے جو ہمارے رحم اور غفران کے طالب تھے وہ ہمارے پیدا کئے ہوئے بندے تھے اور تجھے اس بیل سے جو دلچسپی تھی اس سے کروڑوں گنا زیادہ ہمیں اپنی مخلوق سے ہمدردی ہے اس لئے یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ ہم ان کو ہلاک کر دیتے

تب یونسؑ کو محسوس ہوا

کہ خدا تعالیٰ کا رحم بے موقع نہیں تھا۔ اور انھوں نے عرض کیا کہ اے خدا تیری بات سچی ہے میں غلطی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے یونس تو تو نینوہ سے بھاگ کر یہاں آیا ہوا ہے اور وہ لوگ تیری تلاش میں پھر رہے ہیں اور لوگوں سے بے تاب ہو ہو کر دریافت کرتے ہیں کہ یونس کہاں ہے اٹھ اور نینوہ کو جا تاکہ لوگ تجھ پر ایمان لائیں۔ تب حضرت یونس علیہ السلام واپس آئے ان کی قوم ان پر ایمان لائی اور وہ انھیں خدا تعالیٰ کی تعلیم سے آگاہ کرتے رہے تو بسا اوقات بڑے بڑے نیکوں کی انفرادی دعائیں اتنی نہیں سنی جاتیں جتنی چھوٹے بڑے سب مل کر دعا کریں تو ان کی دعا سنی جاتی ہے اسی لئے میں نے جماعت میں

سات روزوں کا اعلان

کیا ہے اور میری ہدایت یہ ہے کہ ان روزوں میں عورتوں اور بچوں کو بھی شامل کیا جائے میرا یہ مطلب نہیں کہ جو بچے یا عورتیں روزہ رکھنے کے قابل نہیں ان سے بھی روزہ رکھوایا جائے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ جو عورتیں روزہ رکھنے کے قابل ہیں یا جو بچے روزہ رکھنے کے اہل ہیں وہ سب کے سب روزے رکھیں اور چھوٹے اور بڑے سب انفرادی رنگ میں بھی دعائیں کریں اور اجتماعی رنگ میں بھی تا اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو اور ہمارے ملک سے فتنہ و فساد کی روح بالکل مٹ جائے۔

پچھلے چند سالوں میں متواتر ایسے خطرناک دور ہمارے ملک پر آئے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک بہت بڑا سیلاب آیا ہوا ہے وہ دنیا کی ہر چیز کو بہا کر لے جائے گا مگر

ہماری دعاؤں اور روزوں کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل نازل فرمایا اور بلاؤں کو دور فرما دیا میں امید کرتا ہوں کہ اگلے نازک دوروں میں بھی وہ ہمارے مصائب کو دور فرمائے گا اور ہمارے لئے کامیابیوں کے سامان پیدا فرما دے گا لیکن اس خیال سے کہ تدابیر کا پہلو کسی لحظہ میں بھی انسان کو چھوڑنا نہیں چاہیئے ہم ظاہری تدابیر سے بھی کام لے رہے ہیں چنانچہ ایک طرف دعاؤں اور روزوں کی میں نے تحریک کی ہے تو دوسری طرف مرکز کی حفاظت کے لئے جماعت سے چندہ طلب کیا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے مرکز کو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھا اور ہماری دعا اللہ تعالیٰ سے یہی ہے کہ وہ ہر قسم کے خطرہ کو مرکز سے دور رکھے تو ممکن ہے جماعت میں سے بعض کمزور لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہونا شروع ہو جائے کہ ہم سے روپیہ مانگ کر ضائع کر دیا گیا اور بلا وجہ ہماری طاقت کو صرف کیا گیا ہے میں ایسے لوگوں کے وساوس اور شبہات کو مدنظر رکھتے ہوئے

جماعت کو بتانا چاہتا ہوں

کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایک ضائع ہونے والی چیز درحقیقت ضائع نہیں ہوتی بلکہ قومی قربانیوں کے لئے انسان اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کے لئے اس قدر ضروری ہوتی ہے کہ اس پر جس قدر بھی زور دیا جائے کم ہوتا ہے اور جس قدر بھی روپیہ ضائع ہوتا نظر آئے اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ قومی ترقی اور بلند و بالا عمارات کی تعمیر بسا اوقات انسان سے ایسی ہی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے کہ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے روپیہ ضائع چلا گیا طاقت رائیگاں کھوئی گئی کام کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا مگر حقیقتاً وہ ضائع ہونے والی چیز کی حقیقی قربانیوں سے بھی زیادہ مفید اور بابرکت ہوتی ہے اسلام میں اس قسم کی قربانیوں کی جو مثالیں پائی جاتی ہیں

ان میں سے ایک مثال

اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں بھی بیان ہوا ہے کہ جب تم حج کے لئے مکہ میں جاؤ تو

وہاں تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم قربانی کرو۔ چنانچہ جو لوگ مکہ میں جاتے ہیں وہ ضرور قربانی کرتے ہیں۔ کوئی بکرے کی قربانی کرتا ہے۔ کوئی گائے کی قربانی کرتا ہے کوئی اونٹ کی قربانی کرتا ہے اب خواہ کوئی شخص صرف ایک بکرا قربانی کرے یا گائے کی قربانی دے یہ واضح بات ہے کہ وہ سارا بکرا نہیں کھا سکتا نہ ساری گائے کھا سکتا ہے اور اگر اونٹ کی قربانی کی جائے۔ تو اس کے متعلق یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی اکیلا شخص اسے کھا سکے گا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار بکرا۔ اور ہزاروں ہزار اونٹ ضائع چلا جاتا ہے۔ لوگ قربانی کرکے اونٹوں اور بکروں کو اسی جگہ پھینک دیتے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کا گوشت کھانے والا نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ قربانیوں کی کثرت کی وجہ سے تعفن پیدا ہو جاتا اور لوگ بیماریوں میں مبتلا ہونے لگ جاتے ہیں۔ بہت لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے

حج میں جس قربانی کا حکم دیا ہے

وہ قطعی طور پر ضائع چلی جانے والی چیز ہے اور اس کا نتیجہ انسان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلا وجہ ہزاروں ہزار روپیہ ایسی قربانیوں پر ضائع کرا دیا جاتا ہے۔ اگر یہی روپیہ تعلیم پر صرف کیا جائے یا تربیت پر صرف کیا جائے یا سکولوں اور کالجوں کی ترقی پر صرف کیا جائے تو اس سے قوم کو بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر اس امر کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا اور قومی روپیہ ایسی قربانیوں پر ضائع کر دیا جاتا ہے جن کا بظاہر کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ اعتراض کئی لوگ کیا کرتے ہیں اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ کیوں بلا وجہ اتنی قربانیوں پر روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ اگر صرف گوشت کھانا یا غرباء کو گوشت کھلانا مدنظر ہوتا تو بہت تھوڑی قربانیوں سے یہ ضرورت پوری ہو سکتی تھی۔ اس کا جواب درحقیقت یہ ہے کہ حج کی قربانیوں کے بظاہر ضائع چلے جاتے ہیں۔

ہمارے لئے یہ سبق رکھا گیا ہے

کہ بعض دفعہ قومی زندگیوں میں تم پر ایسا وقت بھی آئے گا۔ جب تم سے بلا دریغ قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اور بظاہر یوں معلوم ہوگا کہ تمہاری طاقت اور تمہارا روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ مگر یاد رکھو وہ ضائع نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ ضائع شدہ روپیہ ہی تمہاری ترقی اور کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوگا اس لئے تم گھبراؤ نہیں۔ ہم تم سے ہر سال حج کے موقع پر ہم ایسی قربانیاں کرائیں گے۔ جن میں بظاہر تمہارا روپیہ ضائع ہو رہا ہوگا۔ مگر درحقیقت یہ مشق ہوگی اس بات کی کہ تم قومی زندگی کے لئے ایسے کام کرنے کے لئے بھی تیار رہا کرو جن پر بظاہر تمہیں اپنا روپیہ ضائع ہوتا نظر آئے تم یہ مت دیکھو کہ اس کا کوئی نتیجہ نکلا ہے یا نہیں۔ تم وقت کی ضرورت کو دیکھو اور اپنا روپیہ اگر سمندر میں بھی ڈالنا پڑے تو سمندر میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تاریخ میں اس کی مثال موجود ہے۔

شاہ جہاں نے خواب میں دیکھا

کہ اس نے اپنی بیوی کی قبر پر ایک نہایت ہی شاندار مقبرہ تیار کر رہا ہے خواب میں مقبرہ کی جو عمارت اسے دکھائی گئی وہ اس نے اپنے ذہن میں رکھی اور مختلف انجینئروں کو بلا کر کہا کہ اس قسم کی ایک عمارت تیار کر دو۔ جس انجینئر کو بھی بلایا جاتا وہ کہہ دیتا کہ اس قسم کی عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی آخر ایک انجینئر آیا اور اس نے کہا بادشاہ سلامت عمارت بن سکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ دو لاکھ کے توڑے کشتی میں رکھ لیں اور جمنا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر چلیں اور مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں آپ عمارت بنوانا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے یہ شرط منظور کر لی۔ اس نے خزانہ سے دو لاکھ روپیہ کے توڑے منگوائے اور کشتی میں خود بھی سوار ہو گیا اور انجینئر کو بھی بٹھا لیا۔ جب کشتی روانہ ہوئی تو ابھی چند قدم کے فاصلہ پر گئی تھی کہ انجینئر نے دو ہزار روپیہ کا ایک توڑا اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے دریا میں غرق کر دیا کہ حضور اس طرح روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا پرواہ نہیں۔ عمارت ضرور بننی چاہیئے آگے چلا تو اس نے

دو ہزار کا دوسرا توڑا اٹھایا

اور دریا میں غرق کر دیا اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر وہ ایک ایک توڑا اٹھاتا اور دریا میں غرق کرتا چلا جاتا اور کہتا کہ حضور اس طرح روپیہ صرف ہوگا۔ اور بادشاہ ہر دفعہ یہی جواب دیتا کہ روپیہ کی پرواہ نہیں تم عمارت بنا کر دکھاؤ۔ آخر جب کشتی کنارہ پر پہنچی تو اس وقت تک دو لاکھ روپیہ سمندر میں غرق ہو چکا تھا۔ انجینئر اترا اور اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور اب عمارت میں تیار کرا دوں گا۔ پھر اس نے کہا بادشاہ سلامت بات یہ ہے کہ دوسرے انجینئر بھی یہ عمارت بنا سکتے تھے۔ مگر وہ اس خیال سے پیچھے ہٹ گئے کہ شاید حضور اتنا روپیہ اس عمارت پر صرف نہ کر سکیں اور خزانہ پر ایسا بوجھ پڑ جائے جو ناقابل برداشت ہو مگر میں نے آپ کے حوصلہ کو دیکھ لیا ہے۔ دو لاکھ روپیہ میں نے آپ کے سامنے دریا میں

پھینکا مگر آپ کے ماتھے پر بل تک نہیں آیا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ خواہ عمارت پر کتنا بھی خرچ ہو جائے آپ اس کی پرواہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس نے مقبرہ بنا کر دکھا دیا پس بسا اوقات بہت سے اخراجات ضائع ہوتے نظر آتے ہیں۔ مگر ان میں

بہت بڑی حکمت مخفی ہوتی ہے

جیسے شاہجہاں کے ضائع ہونے والے دو لاکھ روپیہ نے انجینئر کو جرأت دلا دی اور اس نے ایسی عمارت تیار کی جو عجائبات عالم میں شمار کی جاتی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جنگ تبوک کا واقعہ بھی ایسا ہے جس میں مسلمانوں کو یہی سبق اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھایا گیا تھا۔ تبوک کی جنگ کا واقعہ اس وقت تک لوگوں کے لئے معمہ بنا ہوا تھا اور وہ نہیں سمجھتے تھے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا ہزار ہزار روپیہ بظاہر ضائع کرانے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت مخفی تھی۔ مفسرین اس کی مختلف توجیہات کرتے ہیں مگر وہ توجیہات ایسی ہیں جو آپس میں ٹکراتی دکھتی ہیں۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے جو مضامین کھولے ہیں اور جن اہم مسائل میں اس نے میری راہنمائی فرمائی ہے ان میں سے ایک وہ مضمون بھی ہے جو سورت توبہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون کو جو جنگ تبوک کے واقعات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے سمجھنے میں گذشتہ تمام مفسرین ناکام رہے ہیں مگر مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بھی روشن فرما دیا۔

تبوک کی جنگ

درحقیقت جنگ تھی ہی نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا اور عرب پر آپ کی حکومت قائم ہو گئی تو منافقین اور کفار جن کے دلوں میں حسد کی چنگاریاں سلگ رہی تھیں وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ اب کیا ہوگا یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ اگر یہ رو اسی طرح جاری رہی تو ہمارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں رہے گا۔ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ خود ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو کسی اور بڑی طاقت سے ٹکرا دیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کی تباہی کا سامان پیدا ہو جائے چنانچہ کفار کی انہی مخفی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ابوعامر ایک شخص مدینہ میں آیا اور اس نے منافقوں کے ساتھ مل کر

یہ سکیم تیار کی

کہ میں شام میں جا کر حکومت کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتا ہوں تم مسلمانوں میں یہ مشہور کرنا شروع کر دو کہ ہمیں خبر ملی ہے قیصر کی ایک بہت بڑی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ کی طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ چنانچہ اس سکیم کے ماتحت ابوعامر تو شام کی طرف چلا گیا اور منافقوں نے روزانہ اس قسم کی افواہیں پھیلانی شروع کر دیں کہ آج فلاں قافلہ ہمیں ملا تھا اس نے بتایا کہ قیصر کی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ آج فلاں قافلہ یہی خبر لایا ہے۔ فلاں قافلہ ذکر کر رہا تھا کہ مسلمانوں کے خلاف قیصر جنگ کی زبردست تیاری کر رہا ہے اس طرح کبھی کوئی منافق افواہ اڑا دیتا۔ کبھی کوئی۔ یہاں تک کہ یہ افواہیں اتنی کثرت سے پھیل گئیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو یقین ہو گیا کہ قیصر اپنی فوجوں سمیت عرب پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے

لشکر بندی کا حکم دے دیا

اور وہ عالم الغیب خدا جو معمولی معمولی باتوں کا آپ کو علم دے دیا کرتا تھا اس نے بھی آپ کو کچھ نہ بتایا کیونکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ حزم و احتیاط میں کسی قوت کا ضائع ہونا درحقیقت کسی قوت کا پیدا ہونا ہوتا ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ آپ نے دس ہزار کا لشکر تیار کیا مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ نہ بتایا گیا کہ درحقیقت یہ سب کچھ منافقوں کی پھیلائی ہوئی افواہیں ہیں لڑائی کوئی نہیں۔ اتنے بڑے لشکر کی تیاری کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ پھر ایک اور مشکل یہ تھی کہ یہ فصلوں کے پکنے کا موسم تھا اور لشکر بندی کی صورت میں فصلوں کی تباہی یقینی تھی مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور مسلمانوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا اور

منافق اپنے دلوں میں خیال کرتے ہیں

کہ ابو عامر شام کے لوگوں کو اکسا رہا ہے اور اب دو صورتوں میں سے ایک صورت یقینی ہے یا تو شام کے لوگ جوش میں آ کر حملہ کر دیں گے اور اس طرح مسلمانوں کی ان سے جنگ چھڑ جائے گی اور یا پھر شام کے لوگ جب سنیں گے کہ مسلمان ان پر حملہ آور ہو رہے ہیں تو وہ مقابلہ کے لئے نکلیں گے اور اس طرح دونوں کی لڑائی شروع ہو جائے گی اور چونکہ قیصر کی فوجوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اس لئے مسلمان لازماً تباہ ہو جائیں گے مگر اللہ تعالےٰ کے نبی بغیر سوچے سمجھے حملہ نہیں کیا کرتے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو بجائے اس کے کہ آپ جاتے ہی حملہ کر دیتے آپ نے ادھر ادھر اپنے جاسوس دوڑائے تا کہ وہ دشمن کی نقل و حرکت کی خبر لائیں اور پتہ لگے کہ دشمن بھی کوئی تیاری کر رہا ہے یا نہیں۔ اس کے نتیجہ میں چاروں طرف سے یہ اطلاعات پہنچیں کہ دشمن کی مقابلہ کے لئے کوئی تیاری نہیں اور حالات بالکل پُر امن ہیں چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حملہ کا ارادہ ترک فرما دیا کیونکہ دشمن کی طرف سے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں تھی اور اس طرح دو مہینہ کے بعد اس سفر سے آپ مدینہ واپس تشریف لائے۔ یہ وہ موقع ہے جس میں مسلمانوں کا ہزاروں ہزار روپیہ ضائع ہوا اور اس میں اتنے تعہد سے کام لیا گیا کہ جو لوگ اس میں شامل نہیں ہوئے تھے ان کا مقاطعہ کیا گیا چنانچہ

مقاطعہ کا طریق

جو اسلام میں تعزیری طور پر جاری ہے اس کی ابتداء اسی موقع سے ہوئی تھی۔ پھر یہ وہی جنگ ہے جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج جو شخص کسی دوسرے مسلمان کو جنگ کے لئے تیار کریگا اور ضروری سامان اسے مہیا کر کے دے گا اللہ تعالےٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔ اس پر حضرت عثمان رضؓ نے اپنی ساری جائداد بارہ ہزار دینار میں فروخت کر کے تمام روپیہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا گویا بڑی سے بڑی قربانی جو مسلمانوں سے کرائی جا سکتی تھی وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کرائی۔ ان سے مالی قربانی بھی لی اور ان سے جانی قربانی بھی لی۔ حالانکہ حقیقتاً اس وقت کوئی خطرہ درپیش نہیں تھا۔ اس ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے

مسلمانوں کو یہ سبق دیا

کہ خدا تعالیٰ کا رسول کس طرح اپنی فوج کو قابو میں رکھتا ہے اور وہ بلا سوچے سمجھے حملہ نہیں کرتا بلکہ حملہ اسی وقت کرتا ہے جب دوسرے کی طرف سے حملہ کی ابتداء ہو۔ پھر یہ بھی بتا دیا کہ بعض دفعہ حزم و احتیاط کا تقاضا ہوتا ہے کہ اپنی طاقت کو صرف کیا جائے خواہ بظاہر اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو اور دیکھنے والے یہی کہیں کہ قربانی ضائع چلی گئی ہے۔ یہ بات میں نے اس لئے کھول کر بیان کر دی ہے کہ ممکن ہے منافق بعد میں کہنا شروع کر دیں کہ حفاظت مرکز کے لئے جماعت کا دو لاکھ یا چار لاکھ روپیہ بلا وجہ ضائع کر دیا گیا ہے وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ اگر ہم سَو دفعہ بھی اس طرح چندہ جمع کریں اور وہ ضائع ہوتا چلا جائے تو اس میں ہمارا ایک رتی بھر بھی نقصان نہیں لیکن اگر ہم ایک دفعہ بھی خاموش رہیں اور مخالف ہمیں نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے تو یہ اتنا بڑا نقصان ہوگا کہ جس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ پس

ایک دفعہ کا سوال نہیں

دو دفعہ کا سوال نہیں اگر سَو دفعہ بھی ہمیں اپنا روپیہ اس طرح ضائع کرنا پڑے تو ہمیں اس کے ضائع کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ یہی سبق ہے جو اللہ تعالےٰ نے حج کی قربانیوں کے ذریعہ ہمیں دیا اور جس کا تکرار ہر سال مکّہ مکرمہ میں ہوتا چلا آ رہا ہے اور ہوتا چلا جائے گا۔ مکّہ میں ہر سال لاکھوں لاکھ روپے قربانیوں پر صرف کئے جاتے ہیں اور وہ قربانیاں کسی کے کام نہیں آتیں۔ ان میں سے اکثر سڑ جاتی ہیں چیلیں اور کتے ان کا گوشت کھاتے ہیں اور بسا اوقات ان کی سڑاند اور تعفن سے وبا پیدا ہو جاتی ہے مگر پھر بھی اسلام ان قربانیوں سے کسی مومن کو اپنا ہاتھ پیچھے کھینچنے کی ہدایت نہیں دیتا بلکہ وہ یہی کہتا ہے کہ

تم جس قدر قربانیاں کر سکتے ہو کرو

اگر ضائع ہوتی ہیں تو ہونے دو۔ تمہارا کام یہی ہے کہ تم قربانیاں کرتے چلے جاؤ اور کبھی ایک منٹ کے لئے بھی تمہارے دلوں میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ تمہارا روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ یہ ایک مشق ہے جو ہر سال حج کے موقعہ پر مومنوں کو کرائی جاتی ہے اور جس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ جب تم پر حقیقی خطرے کا وقت آئے اس وقت اپنا سب کچھ قربان کر دیا کرو۔ نقصان اٹھانے کے بعد تیاری کرنا تو اوّل درجہ کے احمق اور پاگل لوگوں کا کام ہوا کرتا ہے پس تمہارا کام یہی ہے کہ تم انجام سے بے نیاز ہو کر اس قربانی میں حصّہ لو اگر خطرہ ہوا تو تمہاری قربانی تمہارے

کام آئے گی اور اگر کوئی خطرہ نہ ہوا تب بھی تم خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہو جاؤ گے کیونکہ تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ بہر حال دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے

اگر کوئی خطرہ سامنے آیا

تو تم اپنے فرض کو ادا کرنے والے قرار پاؤ گے اور اس طرح اللہ تعالےٰ کے حضور سرخرو ہو سکو گے۔ اور اگر کوئی خطرہ پیش نہ آیا تو بہر حال تمہارے ثواب میں تو کوئی شبہ نہیں۔ اس وقت حالات جس قسم کا رنگ اختیار کر رہے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر یہ خطرہ ٹلا تو ہماری دعاؤں سے اور محض ہماری خاطر ٹلے گا۔ کیونکہ مومن کی عزت خدا تعالےٰ کے حضور بہت زیادہ ہوتی ہے بلکہ مومن تو الگ رہے اللہ تعالےٰ بعض دفعہ جانوروں پر رحم کرنے کے لئے بھی کفار کو ہلاک کرنے میں تامل نہیں کرتا۔ مفسرین نے لکھا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی سنایا کرتے تھے کہ

حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانہ میں

جب طوفان آیا اور ادھر آسمان سے پانی برسنا شروع ہوا ادھر زمین میں سے پانی کے چشمے ابلنے لگے اور پانی اونچا ہونا شروع ہوا تو فرشتوں نے اس طوفان کے وقت اللہ تعالےٰ کے حضور عرض کی کہ اے ہمارے رب تُو رحیم کریم ہے پانی بہت زیادہ اونچا ہوتا چلا جا رہا ہے کیا ہم اس طوفان کو بند کر دیں۔ اللہ تعالےٰ نے کہا نہیں ابھی اس پانی کو اور اونچا کرو۔ پانی اور زیادہ اونچا ہوا اور اسی طرح کچھ دیر تک اونچا ہوتا چلا گیا۔ فرشتوں نے پھر عرض کیا کہ الٰہی تو رحیم کریم ہے ہم تجھ سے عرض کرتے ہیں کہ کیا اب ہم پانی کو بند کر دیں اللہ تعالےٰ نے کہا نہیں ابھی اور اونچا کرو۔ غرض اسی طرح ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ فرشتوں نے پھر عرض کیا کہ اے خدا اب تو دنیا کی ہر چیز تباہ ہو گئی ہے تو رحیم کریم خدا ہے کیا اس پانی کو اب بند کر دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے کہا نہیں۔ فلاں درخت جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے اس کی ایک شاخ پر

چڑیا کا ایک بچّہ بیٹھا ہوا ہے

اور اسے سخت پیاس لگی ہوئی ہے تم اس پانی کو ابھی اور اونچا کرو یہاں تک کہ پانی اس چڑیا کے بچے کے مونہہ تک پہنچ جائے اور وہ سیر ہو کر پانی پی لے چنانچہ پانی اور زیادہ اونچا کیا گیا۔ یہاں تک کہ اُس چڑیا کے بچّے نے پانی پیا اور اس کی پیاس دور ہوئی تب اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اب بے شک پانی کو کم کر دیا جائے۔ اس روایت میں یہی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کبھی جانوروں پر رحم کرنے کے لئے بھی دنیا کو ہلاک کر دیا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس قوم کو تو تباہ کرنا ہی تھا اس نے اس تباہی کے ساتھ ایک فضل کا رنگ بھی رکھ لیا۔ اور اس طرح اس نے ظاہر کر دیا کہ یہ پانی ہم نے عذاب کے لئے نہیں اتارا تھا بلکہ اس لئے اتارا تھا کہ ایک چڑیا کے بچے کو پانی پلائیں کیونکہ وہ بہت دیر سے پیاسا تھا۔ دوسرے الفاظ میں تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ اس وقت دنیا کی قیمت اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں اتنی بھی نہیں تھی جتنی ایک چڑیا کے بچے کی تھی۔ اس روایت کو اگر زیادہ سے زیادہ تصوف کی ایک کہانی سمجھ لیا جائے تب بھی

ہمارے لئے یہ بہت بڑا سبق

اپنے اندر رکھتی ہے کہ خدا تعالےٰ جانوروں پر رحم کرنے کے لئے بھی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا کرتا ہے۔ پھر ہم کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ مومن اور سچے مومن اس کے حضور جھک جائیں اور وہ ان کے لئے عظیم الشان تغیرات پیدا نہ کرے۔ مومن کی شان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہت بڑی ہوتی ہے اور بسا اوقات اللہ تعالےٰ ملکی انقلابات کو بھی اپنے مومن بندوں کی خاطر بدل دیا کرتا ہے۔ پس اگر خدا ہماری دعاؤں اور ہماری کوششوں کی وجہ سے موجودہ خطرات کو ٹلا دے تو ہمارے دلوں میں یہ احساس پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ ہمارا روپیہ ضائع چلا گیا کیونکہ جس طرح حج کی قربانی انسان کے لئے ثواب کا موجب ہوتی ہے حالانکہ وہ مال ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح یہ قربانی بھی تمہارے لئے بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگی خواہ دنیا کی نگاہ میں اور خود تمہاری اپنی نگاہ میں تمہارا مال ضائع چلا جائے میں سمجھتا ہوں کہ حج کی قربانیوں پر جتنا روپیہ ہر سال صرف کیا جاتا ہے اس سے بہت کم روپیہ ہے جس کی ہم نے اس وقت تحریک کی ہے۔ حج میں ہر سال ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ حاجی شامل ہوتا ہے۔ اگر ایک آدمی اپنی قربانی پر بیس روپے بھی صرف کرے تو ایک لاکھ حاجی کے لحاظ سے بیس لاکھ روپیہ قربانیوں پر صرف ہو جاتا ہے اور یہ تو اِس زمانہ کا اندازہ ہے جب اسلامی حکومت قائم تھی اس وقت بادشاہ بعض دفعہ ہزار ہزار اونٹ کی قربانی کر دیا کرتے تھے۔ میرے نزدیک اگر اس خرچ کا اوسط دس لاکھ روپیہ سالانہ فرض کر لیا جائے تب بھی گزشتہ تیرہ سو سال میں مسلمانوں کا ایک ارب تیس کروڑ روپیہ قربانیوں پر صرف ہو چکا ہے اور قیامت تک ہوتا چلا جائے گا کیونکہ حج کے موقعہ پر قربانی کرنا خدا تعالےٰ کا حکم ہے

جسے کوئی انسان بدل نہیں سکتا۔ یہ ایک ارب تیس کروڑ روپیہ جو قربانیوں پر ضائع کر دیا گیا ہے

آخر اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت تھی

اس میں یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو بتانا چاہتا ہے کہ تم پر کئی مواقع ایسے آئیں گے جب تمہیں اپنی قربانیاں ضائع ہوتی نظر آئیں گی اور تم خیال کرو گے کہ تمہارا روپیہ برباد ہو گیا مگر یاد رکھو اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس مقام سے کبھی پیچھے مت ہٹو کیونکہ تمہارا پیچھے ہٹنا ایسے خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے جو تمہارے واہمہ اور خیال میں بھی نہیں آ سکتے۔ پس

اس نکتہ کو اچھی طرح یاد رکھو

کہ بسا اوقات بظاہر ضائع ہونے والی قربانی بظاہر قبول ہونے والی قربانی سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے اور ہر مومن کا فرض ہوتا ہے کہ وہ کسی مرحلہ پر بھی اپنے قدموں میں جنبش پیدا نہ ہونے دے اور اپنے دل کو استوار رکھے۔ اس مسئلہ کو اپنے مدنظر رکھتے ہوئے

دعائیں کرو اور روزے رکھو

دعائیں کراؤ اور روزے رکھواؤ اور قربانیوں کے میدان میں اپنا قدم کبھی پیچھے نہ ہٹاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام خطرات کو دور کر دے گا اور تم کامیابی کے ساتھ اپنے منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے جاؤ گے

آج تو ہے ناخدائے کشتیٔ دینِ خدا

مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری — از سنگاپور

اے امیر المومنیں اے داعیٔ راہ ھدیٰ
آج تو ہے ناخدائے کشتیٔ دینِ خدا

اے نظیرِ حسن و احسانِ مسیحائے زماں
ہے تیرے دم ہی سے روشن آج روحانی جہاں

تیری ہستی ہے بہارِ بوستانِ احمدی
تیرے نوروں سے ہے تابندہ جہانِ احمدی

اے مرے پیارے مسیحِ پاک کے زندہ نشاں
زندگی ہے مردہ روحوں کیلئے تیرا بیاں

دل تڑپ جاتے ہیں تیری ہر ادائے ناز پر
آفریں کہتا ہے دشمن بھی ترے انداز پر

موجبِ رحمت ہے قوموں کیلئے تیرا وجود
جز وصالِ تو وصالِ یار در امکاں نبود

بسکہ ہوتی ہے فلک پر آج شنوائی تری
نازشِ اہلِ خرد ہے عقل و دانائی تری

اے مرے پیارے امام اے غیرتِ ماہِ تمام
داستاں میری بھی اب سن لے کہ ہوں تیرا غلام

ایں سر و جان و دلم بر تو فدائے مقتدیٰ
التجا کرتا ہے تجھ سے ایک محتاجِ دعا

ہے ترے ہر اک مجاہد کو دعا کا آسرا
یاد رکھ اپنی دعاؤں میں انہیں بہرِ خدا

تو نے کی اپنی دعاؤں سے ہماری گر مدد
کون کر سکتا ہے پھر ہم کو کسی میدان سے رد

کامیاب و کامراں ہونگے ترے خدام سب
شاملِ حال اُن کے ہونگے ہر گھڑی افضالِ رب

ہے دعا اللہ کا تجھ پر رہے لطف و کرم
فتح و نصرت چومتی ہر دم رہے تیرے قدم

ہوں ترے بدخواہ دشمن راہیٔ ملکِ عدم
اپنے مقصد میں رہیں ناکام سب اہلِ ستم

تبرکات

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جماعت کی بھاری ذمہ واری

"بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا" (المسیح الموعود)

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

رقم فرمودہ ۱۳ فروری ۱۹۵۷ء

"مصلح موعود" والی پیشگوئی کو جو اہمیت حاصل ہے وہ احباب جماعت سے پوشیدہ نہیں اس پیشگوئی کے متعلق اولاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے دن ہوشیارپور کے مقام پر جو آجکل بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے وحی نازل ہوئی تھی جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا تھا کہ:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں"

بلکہ حقیقتاً اس پیشگوئی کا آغاز تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی ہو گیا تھا جبکہ آپ نے آنے والے مسیح کے متعلق یہ الفاظ فرمائے تھے کہ یتزوج ویولد لہ اور پھر اس کے بعد درمیانی زمانہ میں بھی امت محمدیہ کے بعض اولیاء اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرماتے رہے ہیں۔ مگر اس پیشگوئی کی پوری تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی جبکہ آپ ہوشیارپور کے ایک گوشۂ تنہائی میں عبادت اور تضرعات میں مصروف ہو کر چلہ کشی فرما رہے تھے اور جو شخص بھی اس پیشگوئی کے الفاظ کا مطالعہ کرے گا اور ان کی گہرائیوں میں غوطہ لگائے گا وہ اس پیشگوئی کی غیر معمولی شان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پیشگوئی کی اہمیت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ صرف ایک فرد واحد کے متعلق انفرادی نوعیت کی پیشگوئی نہیں ہے جس میں اس کی ذاتی شان کا اظہار کیا گیا ہو بلکہ حقیقۃً یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خداداد مشن اور اس کی عالمگیر وسعت اور اس کے تسلسل اور اس کی غیر معمولی کامیابی اور بامرادی سے تعلق رکھتی ہے۔

مگر اس جگہ مجھے اس پیشگوئی کی تفاصیل پر بحث کرنا منظور نہیں بلکہ میں اس پیشگوئی کے صرف اس مخصوص پہلو کے متعلق چند مختصر الفاظ کہنا چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی ذمہ واری سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی جماعت کے امام کی صفات کے بارہ میں اللہ تعالےٰ کوئی امر ظاہر فرماتا ہے تو اس سے لازماً ضمنی طور پر یہ مراد بھی ہوا کرتی ہے کہ جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے آپ کو ان صفات سے متصف کریں۔ کیونکہ جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ جماعت کے امام کی حیثیت ایک انجن کی ہے۔ اور اس کے متبعین گویا ان گاڑیوں کا رنگ رکھتے ہیں جو اس انجن کے ساتھ لگائی جاتی ہیں۔ پس اگر کسی گاڑی کے ڈبے انجن کے ساتھ کھنچے جانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں یا ان کے پہیوں میں ایسی صفائی اور روانی کا رنگ نہ پایا جاتا ہو کہ وہ اسی تیز رفتاری کے ساتھ انجن کے ساتھ چل سکیں جس پر کہ خود انجن چلتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی گاڑی کبھی بر وقت مقررہ پر اپنے منزل مقصود کو نہیں پہونچ سکتی بلکہ اسے قدم قدم حادثات کا اندیشہ رہتا ہے۔ پس جہاں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر مصلح موعود کی ذات کے متعلق بعض مخصوص اوصاف بیان کئے ہیں۔ وہاں لازماً ان کے ذریعہ یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ جماعت کو بھی اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ گاڑیوں اور انجن کے درمیان کامل اتحاد اور موافقت کی صورت قائم رہے اور گاڑی کم سے کم وقت میں اپنا منزل مقصود تک پہنچ جائے اور میں اس جگہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ مختصر سا نوٹ لکھ رہا ہوں۔

یوں تو مصلح موعود والی پیشگوئی میں مصلح موعود کے متعلق بہت سے اوصاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن وہ باتیں جن کا اس پیشگوئی میں مخصوص اشارہ ہے اور جو جماعت کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں وہ ذیل کی چار باتیں ہیں:۔

(۱) پہلی بات جو مصلح موعود والی پیشگوئی میں خصوصی رنگ رکھتی ہے اور اس بات کی نوعیت بھی دراصل ذاتی نہیں بلکہ جماعتی ہے وہ ذیل کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

"وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا"۔

مصلح موعود کی یہ علامت جماعت احمدیہ کو ہوشیار کر رہی ہے کہ اپنے امام کی طرح اس کے ہر فرد کو بھی خدا سے تعلق پیدا کر کے اور روح الحق کے ساتھ واسطہ جوڑ کر اپنے اندر یہ طاقت پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ دوسروں کو بیماریوں سے صاف کر سکے یہی وہ اعلیٰ اور ارفع صفت ہے جو ہر روحانی مصلح کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی ہے یعنی ان میں اللہ تعالےٰ یہ اہلیت پیدا کر دیتا اور یہ صفت ودیعت فرماتا ہے کہ وہ لوگوں کی اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو صاف کرنے اور بیماروں کو شفا دینے کی خاص الخاص طاقت رکھتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مومنوں کے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہ ہوتا ہے کہ جب بھی اس کے سامنے کوئی خلاف اخلاق یا خلاف مذہب بات آتی ہے تو وہ فوراً چوکس ہو کر اس کی اصلاح کی طرف توجہ دینی شروع کر دیتا ہے اور خاموش ہو کر نہیں بیٹھ جاتا بلکہ آپ نے اس تعلق میں مومنوں کے تین مدارج بھی بیان فرمائے ہیں اور وہ یہ کہ:۔

(۱) بعض مومن ہاتھ کے ذریعہ یعنی اپنے انتظامی اور سماجی اختیارات کے ذریعہ دوسروں کے نقص کی اصلاح کر دیتے ہیں اور (۲) بعض جنہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو وہ زبان کے ذریعہ اصلاح کر دیتے ہیں۔ اور (۳) بعض جنہیں یہ طاقت بھی نہ ہو وہ دل میں برا مانتے اور دل میں دعا کرنے کے ذریعہ دوسروں کی اصلاح کا رستہ کھولتے ہیں۔ پس جبکہ مصلح موعود کی اوّلین صفت یہ ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ پھر تو جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے رکھا ہے اور آپ کے انجن کے ساتھ گاڑیوں کی طرح پیوست ہو گئے ہیں ان کا بھی اوّلین فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں دنیا کے لئے سچے مسیحا بننے کی کوشش کریں اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ دنیا میں بدی کو مٹاتے اور نیکی کو قائم کرتے چلے جائیں۔ اس مقصد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر روح الحق کی برکت پیدا کریں جو ہمیشہ خدا کے ذاتی تعلق میں جنم لیا کرتی ہے۔

(۲) دوسری خاص صفت جو الٰہی پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ:۔

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"۔

یہ صفت بھی ہر روحانی مصلح اور اس کی اتباع میں ہر سچے مومن کے لئے ایک ضروری صفت ہے جس کے بغیر کبھی بھی کوئی شخص ایک فعال مرد مجاہد نہیں بن سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو علم کو ایسا درجہ دیا ہے اور اس کے لئے مومنوں کو اس حد تک ترغیب دلائی ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے لحاظ سے ایک دور دراز ملک اور کٹھن رستے والے علاقہ یعنی چین کا نام لے کر فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں علم سیکھنے کے لئے چین تک بھی جانا پڑے تو جاؤ اور خوشی سے جاؤ۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو سچے علم کے زیور سے آراستہ کرے اور پھر اس علم کے ذریعہ نئے نئے زیور تیار کر کے دوسروں کو بھی زینت دیتا چلا جائے۔ پھر ایک خاص بات جو اوپر والے الہامی فقرہ میں بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ مومنوں کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ علوم ظاہری کے پیچھے لگ کر علوم باطنی کو نظر انداز کر دے یا علوم باطنی کا پیچھا کر کے اپنے آپ کو علوم ظاہری سے مستغنی سمجھیں بلکہ ضروری ہے کہ وہ دونوں قسم کے علوم سے مزین ہوں اور علوم ظاہری بھی حاصل کریں اور علوم باطنی بھی حاصل کریں اور حاصل بھی اس طرح نہ کریں کہ صرف علم کا ایک چھینٹا پڑ جانے پر ہی قانع ہو جائیں بلکہ جیسے کہ الہامی الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے چاہیئے کہ وہ اپنے امام کی اتباع میں اور اپنے آپ کو اسی کے رنگ میں رنگین کرنے کی غرض سے علوم کے خزانوں سے اس طرح پُر یعنی معمور ہو جائیں جس طرح کہ ایک اچھے اسپنج کا ٹکڑا پانی سے پُر ہو جایا کرتا ہے اور اس کے اندر کوئی خلا باقی نہیں رہتا۔

(۳) تیسرا خاص نکتہ اس خاص پیشگوئی میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

"مظہر الاول والآخر"

"یعنی مصلح موعود خدا کی صفت اولیت اور صفت آخریت دونوں کا مظہر ہوگا"

ان مختصر الفاظ میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ مصلح موعود ایسے وقت میں ظاہر ہوگا کہ بعض درمیانی مشکلات اور درمیانی فتنوں کی وجہ سے گویا ایک لحاظ سے کام کی صرف ابتدائی تاریخ ہی اس کے ہاتھ میں آئی گی مگر وہ دن رات کی کوشش اور شب و روز کی جدوجہد کے ذریعہ ان تاروں کو گویا اپنے دائرہ کی انتہا تک پہنچا کر دم لے گا۔ پس یہی صفت احباب جماعت کو بھی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے کہ جب وہ کسی کام کا آغاز کر کے اس کی اولیت کے مظہر بنیں تو پھر تھک کر اور ماندہ ہو کر درمیان میں ہی نہ بیٹھ جائیں بلکہ اسے اس کے کمال تک پہنچا کر دم لیں۔ اسلام کا خدا ادھوری کوشش پر راضی نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر عمل کو اس کے کمالی نقطہ تک پہنچتا دیکھنا چاہتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ مظہر الاول تو شوق سے بن جاتے ہیں مگر مظہر الآخر بننے سے پہلے ہی تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ سچے مومنوں کا کام یہ ہے کہ وہ جب کسی کام کو ہاتھ ڈالیں۔ تو پھر اسے اس کی طبعی انتہا تک پہنچائیں۔ اور کسی درمیانی مشکل سے ہراساں نہ ہوں۔ اس الہامی فقرہ کے ساتھ دوسرا فقرہ یہ ہے کہ

مظہر الحق والعلاء

اس میں یہ اشارہ ہے کہ مومنوں کو ایسا بننا چاہیئے کہ ان کی جڑیں تو گہری اور مضبوط ہوں اور ان کی شاخیں آسمان سے باتیں کریں

(۴) آخری یعنی چوتھی صفت جو اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ:

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیع اور عالمگیر مشن کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لیئے لائے گئے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع میں عالمگیر مشن ہے اور آپ قرآنی شریعت کی خدمت میں ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں تو پھر لازماً مصلح موعود بھی یہی صفت لے کر آئے گا اور اس کے ہاتھ سے یہ بیج صرف بویا ہی نہیں جائے گا بلکہ زمین کے شکم سے پھوٹ کر سرعت کے ساتھ بڑھنا بھی شروع ہو جائے گا اسلام کے دورِ اول میں حق و صداقت کا بیج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا۔ اور حضور ہی کے ہاتھوں سے اس کا چھینٹا روم اور ایران اور مصر اور حبشہ وغیرہ تک پہنچا اور بالآخر خلفاء کے زمانہ میں اگر اس مقدس بیج کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بے شمار شاداب اور تر و تازہ باغات نصب ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد درمیانی زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی ایک پیشگوئی کے مطابق یہ باغات کمزور پڑنے شروع ہو گئے۔ اور مسلمانوں کی حالت ادبار کی صورت میں بدل گئی مگر جیسا کہ رسول پاک (فداہ نفسی) نے فرمایا تھا مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کا دوسرا سنہری دور مقدر تھا جس کی عالمگیر وسعت کا زمانہ مصلح موعود کے عہد سے شروع ہونا تھا اور دنیا کے کناروں تک کی قوموں نے اس سے برکت پانی تھی۔ پس مصلح موعود کی اس مخصوص صفت کے ماتحت جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لے کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے اور ہر ملک اور ہر علاقہ اور ہر شہر میں پہنچ کر قوموں کو برکت دیتی چلی جائے۔ بے شک اس وقت بھی دنیا کے بہت سے آزاد ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام کی تبلیغ کے لئے پھیلے ہوئے ہیں مگر دنیا کی وسیع آبادی کے مقابل پر ان مبلغوں کی تعداد گویا آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں لہٰذا اب وقت ہے کہ جماعت کے مخلص فدائی زیادہ سے زیادہ تعداد میں آگے آئیں اور ہر چہار اکناف عالم میں پھیل کر دنیا بھر کی قوموں کو برکت دیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ موجودہ رفتار سے اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کا مقصد ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ایک طرف جماعت کی والہانہ جدوجہد اور دوسری طرف خدا کی معجز نما نصرت کی ضرورت ہے۔ مجھے اس وقت اپنے بچپن کا ایک شعر یاد آرہا ہے۔ جو میں نے جماعت کی موجودہ رفتار کے پیش نظر اپنی اوائل عمر میں کہا تھا اور اسی پر میں اپنے اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں میں نے کہا تھا ؎

سخت مشکل ہے کہ اس چال سے منزل یہ کٹے

ہاں اگر ہو سکے پرواز کے پَر پیدا کر

سو دوست خدا سے دعا کریں وہ ہمیں دکھا دے کے پَر نہیں بلکہ پرواز کے پَر عطا کرے اور ہمارے ہاتھوں سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

محمود کے دیار سے آئے ہو دوستو

— از مکرم رفیق احمد صاحب مضطر سالپوری —

پیشانیوں کو نورِ بداماں کئے ہوئے
قلب و نظر کو رشکِ بہاراں کئے ہوئے
سوزِ دروں سے چہرہ فروزاں کئے ہوئے
محمود کے دیار سے آئے ہو دوستو

دل میں کسی کا پیار بسائے ہوئے ہو تم
سینوں میں ایک آگ جلائے ہوئے ہو تم
آنکھوں میں آنسوؤں کو چھپائے ہوئے ہو تم
محمود کے دیار سے آئے ہو دوستو

وہ مومنوں کا گھر وہ محبّت کی سرزمیں
وہ جس کی خاک اوجِ ثریّا سے کم نہیں
ہے جس کا ذرہ ذرہ ستاروں سے بھی حسیں
محمود کے دیار سے آئے ہو دوستو

دیوانگانِ راہِ محبت کی سرزمیں
وہ محرمانِ راہِ محبّت کی سرزمیں
وہ راہبرانِ راہِ محبّت کی سرزمیں
محمود کے دیار سے آئے ہو دوستو

جس کی فضا میں نور کی موجیں رواں دواں
ملتے ہیں حق کی عظمتوں کے جس جگہ نشاں
جس سرزمیں پہ ساقیٔ مطلق ہے مہرباں
محمود کے دیار سے آئے ہو دوستو

مضطر کسی کی یاد میں یوں بیقرار ہے
گویا بساطِ زیست پہ رقصاں شرار ہے
اس کے نصیب میں یہی غم کی بہار ہے
محمود کے دیار سے آئے ہو دوستو

تبرکات!

مصلح موعودؓ کی شان

از قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مصلح موعود کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کا ایک عظیم الشان نشان ہے آپ کے بعض اور بھی نشان ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے ذریعہ ظاہر ہوئے مثلاً لیکھرام کا نشان بے شک یہ نشان بھی اپنی جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے لیکن نشان ظہور مصلح موعود اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کے دوسرے نشانوں میں بہت بھاری فرق ہے اس نشان کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص اہتمام کیا کہ چالیس دن تک اپنے شہر سے باہر ایک بیرونی مقام میں کنج تنہائی میں علیحدہ دنیا سے منقطع ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے حضور میں گریہ وزاری سے دعاؤں اور ذکر الٰہی میں مصروف رہے جس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رحمت کا نشان عطا فرمایا قبولیت دعا کے نتیجہ میں جو دوسرے نشان ظاہر ہوئے بے شک وہ بھی شاندار نشان تھے لیکن اس نشان کے نتائج ایسے وسیع ہیں کہ ان کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔

اس قسم کے نشان تاریخ دنیا میں دعا کے نتیجہ میں تین مرتبہ ظاہر ہوئے

۱۔ پہلا نشان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا نشان تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں ظاہر ہوا یہ نشان اس ذیل کے نشانوں میں اول نمبر پر ہے

۲۔ دوسرا نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا نشان ہے جو ان دعاؤں کے نتیجہ میں ظاہر ہوا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے کیں۔ یہ نشان اس قسم کے نشانوں میں اپنی شان کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے۔

۳۔ تیسرا عظیم الشان نشان جو دنیا میں قبولیت دعا کے نتیجہ میں ظاہر ہوا وہ مصلح موعود کے ظہور کا نشان ہے یہ نشان اپنی عظمت کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے وہ کیا عظیم الشان انسان ہے جو تیری دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوا اس کا اندازہ اس کلام الٰہی کے الفاظ سے ہو سکتا ہے جو اس چلہ روزہ دعا کے بعد حضور علیہ السلام پر بمقام ہوشیارپور نازل ہوا جو ۲۰ فروری کے اشتہار میں شائع کیا گیا خدا کے کلام میں مبالغہ نہیں ہو سکتا پس اگر ہم مصلح موعود کی شان کا صحیح اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پیشگوئی کے الفاظ پڑھنے چاہئیں کیا ہی شان ہے اس انسان کی جس کے اوصاف وکمالات اور کارناموں کا نقشہ اس پیشگوئی میں کھینچا گیا ہے۔

پس تیسرا عظیم الشان انسان جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چلہ دعاؤں کے نتیجہ میں دنیا میں ظاہر ہوا وہ مصلح موعود ہے جس کا ذکر اس پیشگوئی کے الفاظ میں کیا گیا ہے یہ امر کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہیں نہ صرف نشانات اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے بلکہ خدا تعالےٰ کا فعل بھی بلند آواز سے اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ہی ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت نمائی سے ان تمام امور کو جن کا ذکر اس پیشگوئی میں ہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حق میں ایسے رنگ میں پورا کر دیا اور پورا کر رہا ہے جس کا کوئی انصاف پسند انسان انکار نہیں کر سکتا ان تمام باتوں کو جن کا ذکر اس پیشگوئی میں ہے پورا کرنا کسی انسان کا کام نہ تھا خدا تعالےٰ ہی ایسا کر سکتا تھا اس نے ان باتوں کو پورا کر کے آسمان سے اس بات کی گواہی دی کہ وہ آنے والا جس کی خبر اس پیشگوئی میں دی گئی تھی یہی محمود (فداہ امی وابی) ہے پس سب سے بڑا ثبوت کسی شخص کی صداقت کا اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت ہوتی ہے اور یہ ثبوت یہاں نہایت ہی بین رنگ میں موجود ہے

ایک اور امر جو حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ کے مصلح موعود ہونے کی شہادت دے رہا ہے یہ ہے کہ جیسا سلوک آپ سے پہلے خدا کے موعودوں کے ساتھ ہوا وہی سلوک آپ کے ساتھ ہوا خدا کی طرف سے جو موعود دنیا کی اصلاح کے لئے آتے رہے ہیں ان کے متعلق یہ سنت اللہ رہی ہے کہ ان کی قوم کے سرکردہ لوگ ان کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے اور انھوں نے ان کو ناکام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اسی طرح ٹھیک اسی طرح خدا کی قدیم سنت کے مطابق جب محمود کے کھڑے ہونے کا وقت آیا تو احمدی جماعت کے چوٹی کے آدمی آپ کے مقابل پر ٹھیک اسی طرح کھڑے ہو گئے جس طرح پہلے مصلحین کے زمانہ میں ان کے زمانہ کے سرکردہ آدمی کھڑے ہو گئے تھے اسی طرح [illegible] نے اپنے فضل سے اس بات کا اعلان کیا کہ جو شخص اب کھڑا ہونے والا ہے وہ وہی موعود ہے جس کی خبر جماعت احمدیہ کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی۔

ایک اور امر جو حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی حقیقی شان کو ظاہر کرتا ہے وہ یہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی بنیاد آپ کی پیدائش کے ساتھ رکھی گئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو لوگ حسن ظن رکھتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں اور پیشگوئیوں کے نشانوں سے متاثر تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو اصلاح خلق اللہ کے لئے کھڑا کیا ہے آپ سے بار بار درخواست کرتے تھے کہ آپ ان کو اپنی بیعت میں داخل کریں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ ابھی تک مجھے بیعت لینے کا حکم نہیں جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے مجھے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوتا میں کسی سے بیعت نہیں لے سکتا لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے تو اس وقت آپ کو بذریعہ الہام الٰہی سلسلہ بیعت شروع کرنے کا حکم ہوا اور یہ وحی نازل ہوئی واصنع الفلک باعیننا ووحینا چنانچہ آپ نے اس اشتہار میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ولادت کی خبر شائع کی اور اسی میں لوگوں کو بیعت کی دعوت دے کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ جب تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پیدا نہ ہوئے خدا تعالےٰ نے سلسلہ بیعت کو ملتوی رکھا چنانچہ آپ کی پیدائش کے ساتھ ہی حکم نازل کر کے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی اس طرح آپ کی پیدائش کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کا آغاز ہوا اس میں اس بات کا اشارہ تھا کہ اس مولود مسعود کو سلسلہ احمدیہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ دونوں کی ابتداء اکٹھی ہوئی تا معلوم ہو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو آپ کے وجود کے ساتھ ایسی وابستگی ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں سمجھے جا سکتے۔

آخر میں میں اس بات کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم غیر احمدیوں سے یہ کہتے ہیں کہ تمہارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبول کرنا اس لئے ضروری ہے کہ آپ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور آپ کا وجود اور آپ کی صداقت کا نشان ہے جس کے ذریعہ ہم مخالفین اسلام پر اتمام حجت کر سکتے ہیں اسی طرح غیر مبائعین اصحاب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت فضل عمر کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو پورا کیا ہے اور آپ کی صداقت کا ایک جلیل القدر نشان ظاہر کیا ہے اس لئے آپ صاحبان کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں فرض ہے کہ اس نشان کی صداقت پر ایمان لاؤ اور دنیا کو بتاؤ کہ دیکھو کس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلیل القدر پیشگوئی کو اعجازی رنگ میں پورا کر کے آپ کی صداقت کا ایک شاندار ثبوت دیا ہے اس کے آگے ہر ایک خدا ترس اور خشیت اللہ کے ساتھ تدبر کرنے والے کی گردن جھک جاتی ہے لیکن اگر آپ لوگ ضد اور تعصب کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس چمکتے ہوئے نشان کا انکار کریں گے تو آپ خدا تعالےٰ کے نزدیک اسی طرح زیر الزام ہوں گے جس طرح غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کر کے جن کے وجود سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور جن کا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر ایک جلیل القدر شہادت ہے خدا تعالےٰ کے نزدیک زیر الزام ہیں۔

مسیحی نفس لیسر کی پیدائش بقیہ ص ۱۱:-

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں آپ کو مصلح موعود کی بشارت دی گئی۔ حضور کے دعویٰ مسیحیت تک آپ کی عمری دور ۹ سال بنتا ہے اور پیشگوئی مصلح موعود کے بعد چھ سال ہے اس عرصہ میں حضور کی زندہ اولاد میں سے صرف سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے اس عرصہ میں جو بھی اولاد پیدا ہوئی وہ فوت ہو گئی اس میں بھی خدا تعالےٰ کی یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ تا مصلح موعود کی تعیین میں کچھ اشتباہ پیدا نہ ہو اور باقی سب اولاد ۱۸۹۱ء کے بعد یعنی آپ کے دعوےٰ مسیحیت کے بعد پیدا ہوئی گویا حضور کے مریمی نو سالہ دور میں صرف ایک ہی فرزند ارجمند ہمارے موجودہ امام اور خلیفہ ہیں۔ یہ امر اس بات کا حتمی اور قطعی ثبوت ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مسیحی نفس لیسر کے مصداق صرف اور صرف آپ ہی ہیں۔

مصلح موعود کی تعیین کے متعلق جو احباب غلطی خوردہ ہیں ان کے لئے یہ امر نہایت ہی واضح اور آسان طور پر حقیقت کا اظہار کرتا ہے کیونکہ پیشگوئی مصلح موعود کے مسیحی نفس صفت کے حقیقی مصداق سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ ہی ہیں کہ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مریمی دور کی واحد زندہ اولاد ہیں۔ نیز پیشگوئی مصلح موعود کی دیگر تمام علامات بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات اور آپ کے عہد خلافت بابرکت میں روز روشن کی طرح پوری ہوئی ہیں۔

مریمی دور اور مسیحی نفس پسر کی پیدائش

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مصلح موعود ہونے کا حتمی ثبوت

امت محمدیہ میں مسیحیت کا یہ انتشار دوہرے طور پر ہوا یعنی اوّل خود اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ایک فرد کو مریم کے روحانی مقام پر فائز کیا اور پھر اسے اس مریمی یعنی صدیقیت کے مقام سے ترقی دے کر مسیحیت کے عظیم الشان مقام پر فائز کر دیا اور ساتھ ہی مریمی دور میں ایک مسیحی نفس پسر عطا کر دیا تاکہ مسیحیت کا یہ دور لمبا ہو کر امت کے غیر معمولی افاضۂ روحانیت کا موجب ہو یہ امر نہ صرف امت محمدیہ کی امت اسرائیلیہ سے پوری مشابہت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس امت کی برتری اور فضیلت کا بھی ثبوت ہے۔

مکرم چوہدری محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ پشاور

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسیحیت اور مہدویت کے عظیم الشان مقام پر فائز ہونے سے قبل روحانی لحاظ سے مریمی دور میں سے گزرے چنانچہ ابتدائی الہامات میں جو کہ براہین احمدیہ میں درج ہیں آپ کو مریم کے نام سے پکارا گیا ہے خدا تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے:۔

"یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق"

یعنی اے مریم۔ اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح پھونک دی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶-۴۹۷)

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے بتصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ حاشیہ)

حضور علیہ السلام نے اپنی ایک فارسی نظم میں نہایت ہی لطیف رنگ میں اپنے مریمی دور سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہونے کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔

مدتے بودم برنگ مریمی
دست ناداده به پیران زمی

ہمچو بکرے یافتم نشو و نما
از رفیق راہ حق نا آشنا

بعد ازاں آں قادر و رب مجید
روح عیسیٰ اندراں مریم دمید

پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیاں
زاد زاں مریم مسیح ایں زماں

زیں سبب شد ابن مریم نام من
زانکہ مریم بود اوّل گام من

بعد ازاں از نفخ حق عیسیٰ شدم
شد زجائے مریمی برتر قدم

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۹)

مسیحی نفس پسر کی بشارت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جن الہامات میں مریم کہا گیا ہے وہ آپ کے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت تقریباً ۱۸۸۳ء کے ہیں۔ اب مریمی مقام میں جو کہ دراصل صدیقیت کا مقام ہے ۱۸۹۱ء تک رہے اور اس کے بعد آپ عیسوی مقام کی طرف منتقل ہو گئے۔ گویا حضور کے دعویٰ مسیحیت سے ماقبل کا زمانہ مریمی دور ہے جو کہ تقریباً ۹ سال کا عرصہ بنتا ہے جیسا کہ حضور نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ اس روحانی مقام سے عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گئے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ آپ کو مریمی دور میں ہی ایک مسیح صفت لڑکے کے تولد کی بشارت دی گئی۔ ہشیارپور میں چلہ کشی کے بعد آپ نے مصلح موعود کی بشارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع فرمائی۔ اس پسر موعود کے متعلق اس کی دیگر علامات کے علاوہ اس کا "مسیحی النفس" ہونا بھی بیان کیا گیا تھا

"وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں متعدد جگہ اس مسیحی صفت پسر کے متعلق تحریر فرمایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"الہام یہ بتلاتا تھا کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے اور ایک کو ان میں سے ایک مرد خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے سو خدا تعالیٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

اسی طرح ازالہ اوہام میں اپنے مریم ہونے کے

لحاظ سے ابن مریم یعنی مثیل مسیح کا ذکر نہایت واضح رنگ میں فرماتے ہیں:۔

"اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو
اس عاجز کی ذریت میں سے
ہے جس کا نام ابن مریم بھی
رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز
کو براہین میں مریم کے نام سے

بھی پکارا ہے"

(روحانی خزائن جلد ۳ ص۳۱۸)

خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک شعر میں آپ کو "مریم" کہہ کر "مسیح" کی پیدائش کی بشارت دی ہے

"ز درگاہ خدا مردے بصد اعزاز مے آید
مبارک باد اے مریم کہ عیسیٰ بار مے آید"

(تذکرہ ص۸۰۱)

یعنی خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کے ساتھ آتا ہے اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے۔

مسیح صفت پسر کی پیدائش

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک مریمی دور میں ایک "مسیحی نفس" اور "مسیح صفت پسر" کی تولد کی عظیم الشان بشارت ویسے ہی دی گئی جس طرح حضرت مریم علیہا السلام کو مسیح کے متعلق بشارت دی گئی تھی گو امت محمدیہ میں مسیحیت کا یہ انتقال دوسرے طریق پر ہوا یعنی اوّل خدا تعالےٰ نے اس امت کے ایک فرد کو مریم کے روحانی مقام پر فائز کیا اور پھر اسے اس مریمی حیثیت کے مقام سے ترقی دے کر مسیحیت کے عظیم الشان مقام پر متمکن کر دیا اور ساتھ ہی مریمی دور میں ایک مسیحی نفس پسر عطا کر دیا تاکہ مسیحیت کا یہ دور لمبا ہو کر امت کے غیر معمولی اضافۂ روحانی کا موجب ہو یہ امر نہ صرف امت محمدیہ کی امت اسرائیلیہ سے پوری مشابہت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس امت کی برتری اور فضیلت کا بھی ثبوت ہے

مصلح موعود کی پیدائش کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے علم پاکر ۹ سال میعاد مقرر فرمائی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ حضور کے مریمی دور کی کل مدت بھی ۹ سال ہی بنتی ہے اسی مدت کے اندر اس پسر کا پیدا ہونا ضروری تھا چنانچہ بفضلہ تعالےٰ اس بشارت کے مطابق سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں عالم کون میں جلوہ افروز ہوئے اور حضور نے واضح طور پر آپ کو ہی پیشگوئی مصلح موعود قرار دیتے ہوئے حقیقۃ الوحی میں تحریر فرمایا:۔

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں ایک دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارہ میں بشارت ہے کہ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں" یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۳۶۶ طبع اوّل)

سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ ہی مسیحی نفس پسر اور مصلح موعود ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کی تعیین اور شناخت کے لئے نہایت ہی واضح امر یہ بھی ہے کہ اس کے متعلق ایک ضروری صفت جو پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ میں اور دیگر متعدد جگہ حضور نے بیان فرمائی وہ اس کا مسیحی نفس ہونا ہے دوسری طرف ایسے مسیح صفت پسر کی بشارت آپ کو مریمی دور میں دی گئی اس لئے ضروری ہے کہ وہ پسر موعود آپ کے اسی دور کے اندر پیدا ہو جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۱ء میں اپنے مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گئے۔ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں حضور کو مریم قرار دئے جانے کا ذکر ہے اور یہ کتاب ۱۸۸۳ء میں تصنیف کی گئی۔

تیرے دیار سے لوٹے تو کامگار آئے

(منصور احمد جاوید کوٹ قیصرانی)

تیرے دیار سے لوٹے تو کامگار آئے
خوشا نصیب کہ ہم زندگی سنوار آئے

تمام عمر گنہ میں گزار دی ہم نے
تیرے حضور میں آئے تو شرمسار آئے

میرے مسیح نے بخشی حیات نو مجھ کو
یہ اور بات ہے مجھ کو نہ اعتبار آئے

مسیح پاک کی عزت پہ کٹ مریں گے ہم
ہزار طوق و سلاسل ہزار دار آئے

ہے جس کے نام سے منصور عظمتِ اسلام
اسی کا نام زباں پہ ہزار بار آئے

سپریم بجلی کی موٹریں
مقبول عام، خوبصورت، پائدار، ارزاں، قابلِ اعتماد اور گارنٹی شدہ
¼ ہارس پاور سے ۵۰ ہارس پاور تک
خصوصیات:- ٭ اعلیٰ ٹارک
٭ اعلیٰ کارکردگی
٭ زائد بوجھ اٹھانے کی طاقت
سپریم الیکٹریکل انڈسٹریز لمیٹڈ
زینت پیلس نیلا گنبد سکوائر پوسٹ بکس ۵۵ دی مال لاہور
تار سپریم ٹیلیفون نمبر ۳۲۱۴ — ۶۸۶۳۲
کارخانہ:- ۲۹-این بلاک گلبرگ ۲ لاہور
سپریم بجلی کی موٹریں مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہیں:-
اے سی۔ تین فیز اور ایک فیز میں ۴۴۰ اور ۲۲۰ وولٹ پر چلنے والی۔ ۵۰ سائکل سکویرل کیج۔ انڈکشن ٹائپ۔ جالیدار اور مکمل طور پر بند دونوں قسم کی کلاس "A" انسولیشن اور برٹش سٹینڈرڈ ۱۶۸-۱۶۹- اور ۲۶۱۳ کے مطابق بنی ہوئی۔
۱۔ جالی دار موٹریں ½ ہارس پاور سے ۵۰ ہارس پاور تک ۹۵۰- ۱۴۴۰- اور ۲۸۰۰ چکروں میں مختلف صنعتی اداروں۔ آٹے اور تیل کے کارخانوں، ٹیوب ویل۔ سرکاری محکمہ جات مثلاً واپڈا۔ ریلوے۔ انہار۔ زراعت وغیرہ میں شاندار طریقہ پر کام کر رہی ہیں۔
۲۔ مکمل طور پر بند اور قدرتی طور پر ٹھنڈی لوم موٹریں ½ ۲ گنا زائد ٹارک والی ½ ہارس پاور سے ½ ۲ ہارس پاور تک ۷۲۰، اور ۹۵۰ چکروں میں مختلف ٹیکسٹائل اور جوٹ ملز اور لوموں پر تسلی بخش کام دے رہی ہیں۔
۳۔ جالیدار ایک فیز کی موٹریں ¼ ہارس پاور سے ۱ ہارس پاور تک بھی بنائی جا رہی ہیں۔
۴۔ مکمل طور پر بند موٹریں ½ ہارس پاور سے ۳ ہارس پاور تک ½ ۷- ۱۰، اور دیگر ہارس پاور میں ۹۵۰ اور ۱۴۴۰ چکر میں اعلیٰ کارکردگی کی ضامن ہیں
آپ سپریم موٹروں کو خرید کر ہر طرح پر مطمئن ہوں گے
ہمارے انجینیئر موقع پر جا کر ہر قسم کا مشورہ بھی دیتے ہیں
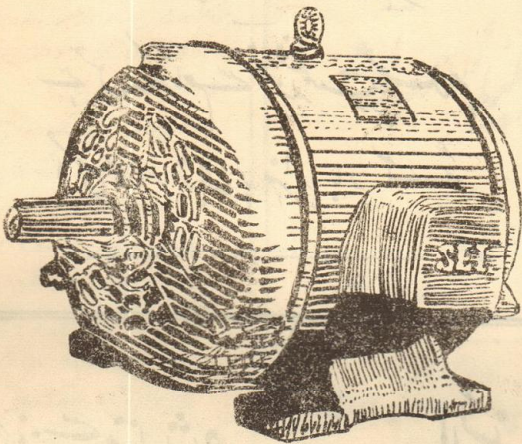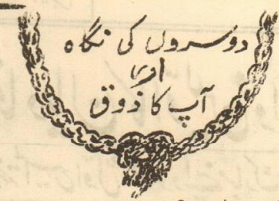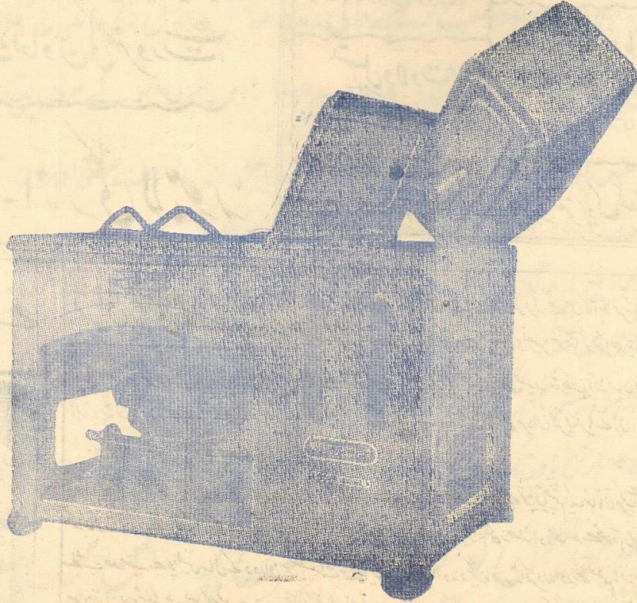
بشیر جنرل سٹورز گولبازار ربوہ
ربوہ کی مشہور و معروف معیاری دکان
جس میں آپ اپنی ضرورت کی اشیاء نیاری۔ کراکری۔ ہوزری۔ کنفیکشنری۔ کاسمیٹک۔ سٹیشنری
سکول و کالج کی کتب ہروقت حسب منشاء حاصل کر سکیں گے۔
بہترین اشیاء مناسب قیمت اور دیانتداری سے آپ کی خدمت ہمارا اصول ہے!
پروپرائٹر بشیر جنرل سٹورز گولبازار ربوہ
ضروری گذارش
احباب سے یہ ضروری گذارش ہے کہ الفضل کے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں اور ان سے معاملہ کرتے وقت اپنی تسلی ہر طرح کر لیا کریں
(مینیجر الفضل)
نور کاجل
آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے لاثانی تحفہ
ہمیشہ اپنے گھروں میں استعمال کریں!
تیار کردہ خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ
دوسروں کی نگاہ
اور
آپ کا ذوق
فرحت علی جیولرز
۹ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
فون نمبر ۲۶۲۳
ہمدرد نسواں اٹھرا کی گولیاں دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس انیس ۱۹ روپے
رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ
کے
نئے ماڈل کے چولہے
بہ لحاظ اپنی خوبصورتی
مضبوطی، تیل کی بچت
اور
افراطِ حرارت دنیا بھر میں
بے مثال ہیں
اپنے شہر کے
ہر ڈیلر سے
طلب
فرماویں